بسم اللہ الرحمن الرحیم

غیر مسلم کو نمستے کہنا کیسا؟

دارالافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ غیر مسلم کو نمستے کہنا کیسا ہے؟

جواب

غیر مسلم کو نمستے بولنا شرعاً ناجائز وحرام اورگناہ ہے، اس سے اجتناب کرنا لازم ہے؛ کیونکہ ملاقات کے وقت نمستے کہنا خاص ہندوؤں کا شعار ہے، نیز اس کے ایسے معنی بھی ہیں جو مسلمان کے لیے ہر گز روا نہیں، جیسے کہ بندگی، پرنام، جھک کر آداب بجالانا وغیرہ، بلکہ ان معنی کا قصد کرتے ہوئے یا غیر مسلم کی تعظیم کی نیت سے نمستے کرنے والا دائرۂ اسلام سے ہی خارج ہو جائے گا، مگر عام لوگ اس کے معنی وغیرہ نہیں سمجھتے اس لیے مطلق طور پر حکم کفر نہیں۔ یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ غیر مسلم سے ملاقات کے وقت بلاضرورت سلام میں پہل کرنا ہی ممنوع ہے، چہ جائیکہ ایسے ناجائز الفاظ سے کی جائے۔ پس مسلمان کے لیے بلاضرورت نمستے کہنے کی ہر گز اجازت نہیں، البتہ اگر واقعی ضرورت ہو یا نہ کہنے میں ضرر کا اندیشہ ہو تو بامر مجبوری اس طرح کے الفاظ کا استعمال کر سکتے ہیں۔

سنن ابی داود، مسند احمد، مصنف ابن ابی شیبہ، مشکوۃ المصابیح وغیرہ کی حدیث پاک میں ہے:

واللفظ للاول "عن ابن عمر، قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: من تشبہ بقوم فھو منھم"

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو کسی قوم کے ساتھ مشابہت کرے تو وہ انہیں میں سے ہے۔ **(سنن أبي داود، کتاب اللباس، جلد4، صفحہ44، حدیث 4031، المکتبۃ العصریۃ، بیروت)**

سنن الکبری للنسائی، شعب الایمان، جامع صغیر اور کنز العمال وغیرہ کی حدیث پاک میں ہے:

"عن جابر بن عبد اللہ، أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: لا تسلموا تسلیم الیھود والنصاری"

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہودیوں اور عیسائیوں کے (انداز میں) سلام نہ کرو۔ **(السنن الکبری للنسائی، کتاب عمل الیوم واللیلۃ، جلد9، صفحہ134، حدیث 10100، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت)**

شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ تعالی علیہ (سال وفات: 1421ھ/2000ء) سے سوال ہوا کہ "بہت سے مسلمان خصوصاً ملازمین اور تاجر صاحبان جب اپنے آفیسران یا اپنے مہاجنوں سے ملتے ہیں تو ہندوؤں کی طرح ہاتھ جوڑ کر نمستے کرتے ہیں کیا یہ جائز ہے؟" آپ نے جواباً ارشاد فرمایا: "یہ طریقہ سخت حرام اور بہ اعتبار ظاہر کے کفر ہے۔ پہلی بات یہ خاص ہندوؤں کا مذہبی شعار ہے، کسی کافر کے مذہبی شعار کو قبول کرنا کفر ہے، حدیث میں فرمایا گیا: "من تشبہ بقوم فھو منھم" جو کسی قوم کے مذہبی شعار کو اختیار کرے وہ

انہیں میں سے ہے۔ نمستے کے معنی ہیں: میں تمہاری تعظیم کے لیے جھکتا ہوں، یہ کس قدر بے غیرتی کی بات ہے کہ مسلمان جسے اللہ نے اسلام سے عزت دی اور اسلام کی بدولت سارے جہان سے معزز ہے، وہ اللہ عزوجل اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن بلکہ اپنے جان ومال کے دشمن کی تعظیم کے لیے جھکے۔ چوں کہ عوام نہ نمستے کے معنی جانتے ہیں اور نہ ہاتھ جوڑنے کا مطلب معلوم ہے، وہ صرف ایک رسم سمجھ کر ہندوؤں کو خوش کرنے کے لیے ایسا کرتے ہیں، اس لیے ان پر حکم کفر نہیں مگر گنہگار ضرور رہوں گے اور سخت گنہگار، اس لیے مسلمانوں پر واجب ہے کہ ہندوؤں کے سامنے ہاتھ جوڑنے اور نمستے کہنے سے پرہیز کریں۔" **(فتاوی شارح بخاری، جلد3، صفحہ134-135، دائرۃ البرکات گھوسی)**

فتاوی مرکز تربیت افتاء میں ہے: "رام رام، جے رام جی کی، نمستے، نمسکار کرنا حرام وگناہ ہے، اس لیے کہ یہ غیر مسلموں کا شعار ہے، اگر کوئی کسی کو کہے: "السلام علیکم" تو ہر شخص جان جاتا ہے کہ یہ مسلم ہے، اور اگر کوئی "نمستے، نمسکار، جے رام جی کی" کہے تو سب کو معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ ہندو ہے۔" **(فتاوی مرکز تربیت افتاء، جلد2، صفحہ70، فقیہ ملت اکیڈمی، ہند)**

فرہنگ آصفیہ میں ہے: "نمستے: پرنام، بندگی، آداب، تسلیم، کورنش (جھک کر آداب بجالانا)، رام رام، آریا لوگوں کا سلام۔" **(فرہنگ آصفیہ، جلد4، صفحہ603، اردو سائنس بورڈ، لاہور)**

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالی علیہ (سال وفات: 1367ھ/1948ء) لکھتے ہیں: "بقصد تعظیم کافر کو ہرگز ہرگز سلام نہ کرے کہ کافر کی تعظیم کفر ہے۔... اس زمانہ میں کئی طرح کے سلام لوگوں نے ایجاد کر لیے ہیں، ان میں سب سے برا یہ ہے جو بعض لوگ کہتے ہیں بندگی عرض یہ لفظ ہرگز نہ کہا جائے۔" **(بہار شریعت، جلد3، حصہ16، صفحہ462و464 ملتقطاً، مکتبۃ المدینہ، کراچی)**

صحیح مسلم، جامع ترمذی، مصابیح السنہ، مشکوۃ المصابیح اور جامع الاحادیث وغیرہ کی حدیث پاک میں ہے:

"عن أبي هريرة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لا تبدءوا اليهود ولا النصارى بالسلام"

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ رسول معظم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہود و نصاری کو سلام کرنے میں پہل نہ کرو۔ **(صحیح مسلم، کتاب السلام، باب النہی عن ابتداء أہل الکتاب بالسلام، جلد7، صفحہ5، حدیث2167، دار الطباعۃ العامرۃ ترکیا)**

علامہ نور الدین ملا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ تعالی علیہ (سال وفات: 1014ھ/1605ء) اس حدیث پاک کے تحت لکھتے ہیں:

"لأن الابتداء به إعزاز للمسلم عليه، ولا يجوز إعزازهم، وكذا لا يجوز توادهم وتحاببهم بالسلام ونحوه"

ترجمہ: اس لیے کہ غیر مسلم کو سلام کرنے میں پہل کرنا مسلمان کا اسے عزت دینا ہے، جبکہ ان کو عزت دینا جائز نہیں۔ اسی طرح سلام وغیرہ کے ذریعے ان کے ساتھ دوستی اور محبت رکھنا بھی جائز نہیں۔ **(مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح، کتاب الآداب، باب السلام، جلد7، صفحہ2939، دار الفکر، بیروت)**

امام اہل سنت اعلی حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالی علیہ (سال وفات: 1340ھ/1921ء) لکھتے ہیں: "کافر کو بے ضرورت ابتداء بسلام ناجائز ہے، نص علیہ فی الحدیث والفقہ (حدیث اور فقہ میں اس پر تصریح ہے۔) اور ہندوستان میں وہ طرق تحیت جاری ہیں کہ بضرورت بھی انھیں سلام شرعی کرنے کی حاجت نہیں، مثلاً یہی کافی کہ لالہ صاحب، بابو صاحب، منشی صاحب، یا بے سر جھکائے سر پر ہاتھ رکھ لینا

وغیر ذلک۔ کافر اگر بے لفظ سلام، سلام کرے تو ایسے ہی الفاظ رائجہ جواب میں بس ہیں۔" **(فتاوی رضویہ، جلد22، صفحہ316، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)**

فتاوی فقیہ ملت میں سوال ہوا: "آج کل آفسوں، کالجوں، کورٹس، کچہریوں اور دیگر محکموں میں زیادہ تر غیر مسلم آفیسر وغیرہ ہیں، اگران سے نمسکار اور نمستے وغیرہ نہ کیا جائے تو آپس میں تعلقات برقرار نہ رہنے کی وجہ سے بہت سے کاموں میں دشواری ہوتی ہے تو انہیں سلام علیک وغیرہ کہیں یا نمستے وغیرہ لفظوں سے سلام کیا جائے؟" اس کے جواب میں اعلی حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مذکورہ بالا کلام نقل کرنے کے بعد مذکور ہے: "کافر کلرک یا آفیسر کو صاحب کہتے ہوئے سر پر ہاتھ رکھ لے، سلام نہ کرے، اور اگر اس سے کام نہ چلے تو بدرجہ مجبوری نمستے یا نمسکار کر سکتا ہے۔" **(فتاوی فقیہ ملت، جلد2، صفحہ324-325، شبیر برادرز، لاہور)**

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مجیب: مفتی محمد قاسم عطاری

فتوی نمبر: FAM-919

تاریخ اجراء: 14 ربیع الآخر 1447ھ/8 اکتوبر 2025ء